وطن اقامت، محض نیت سفر سے نہیں، بلکہ بالفعل سفر سے باطل ہوتا ہے

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: 114

تاریخ اجراء: 09صفر المظفر1434ھ/23دسمبر2012ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید حیدر آباد سے کراچی بیس دن کے لیے آیا، بارہویں دن اس کو معلوم ہوا کہ کل چھٹی ہے، لہٰذا اس نے ارادہ کر لیا کہ کل واپس حیدر آباد چلا جاؤں گا۔ اب بارہویں دن جب سے واپسی کی نیت کی ہے تب سے لے کر تیرہویں دن واپس جانے تک یہ نماز قصر پڑھے گا یا پوری؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں چونکہ زید کی نیت کراچی میں بیس دن ٹھہرنے کی تھی، لہٰذا کراچی اس کا وطن اقامت ہے اور یہ کراچی میں مقیم، اور جب کوئی جگہ وطن اقامت بن جائے، تو اس وطن اقامت کے باطل ہونے کی فقہاء نے تین صورتیں لکھی ہیں: (1) وطن اصلی میں واپس آجانا (2) کسی دوسری جگہ کو وطن اقامت بنالینا (3) وطن اقامت سے سفر کر جانا۔

چنانچہ حضرت علامہ ابو بکر بن مسعود کاسانی قدس سرہ السامی لکھتے ہیں: ”وطن الاقامۃ ینتقض بالوطن الاصلی وبوطن الاقامۃ ایضاً وینتقض بالسفر ایضاً۔ ملخصاً“ ترجمہ: وطن اقامت وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہے اور کسی دوسری جگہ کو وطن اقامت بنانے سے بھی باطل ہو جاتا ہے اور سفر کرنے سے بھی باطل ہو جاتا ہے۔ (بدائع الصنائع، جلد1، صفحہ498، مطبوعہ کوئٹہ)

اور یہاں مذکورہ تینوں میں سے کوئی بھی صورت نہیں پائی جا رہی، کیونکہ ابھی تک نہ تو زید اپنے وطن اصلی واپس لوٹا ہے اور نہ ہی اس نے کسی اور جگہ کو وطن اقامت بنایا ہے اور نہ ہی یہاں سے اس نے سفر شروع کیا ہے، بلکہ صرف سفر کرنے کی نیت کی ہے اور مذکورہ جزئیہ میں سفر سے مراد محض نیتِ سفر نہیں، بلکہ بالفعل سفر کرنا، مراد ہے، کیونکہ نیت جب تک فعل سے ملی ہوئی نہ ہو، اس وقت تک اس نیت کا اعتبار نہیں، جیسا کہ اگر کوئی شخص اپنے وطن اصلی میں

رہتے ہوئے مسافتِ سفر تک کسی مقام پر جانے کی نیت کرے، لیکن بالفعل سفر نہ کرے تو محض نیت کر لینے سے وہ مسافر نہیں ہو جائے گا، کیونکہ نیت کے معتبر ہونے کے لئے اس کا فعل سے ملا ہوا ہونا ضروری ہے اور فعل اس وقت تک متحقق نہیں ہو گا، جب تک وہ نیتِ سفر کے ساتھ اپنے شہر کی آبادی سے باہر نہ ہو جائے۔

حضرت علامہ ابو بکر بن مسعود کاسانی قدس سرہ السامی لکھتے ہیں: ”لا یصیر مسافراً بمجرد نیة مدة السفر ما لم یخرج من عمران المصر۔۔۔ لأن النیة انما تعتبر اذا کانت مقارنة للفعل، لأن مجرد العزم عفو، و فعل السفر لا یتحقق الا بعد الخروج من المصر فما لم یخرج لا یتحقق قران النیة بالفعل فلا یصیر مسافراً و ھذا بخلاف المسافر اذا نوی الاقامة فی موضع صالح للاقامة حیث یصیر مقیماً للحال، لأن نیة الاقامة ھنا ک قارنت الفعل و ھو ترک السفر، لأن ترک فعل فعل فکانت معتبرة“

ترجمہ: کوئی شخص محض مسافتِ سفر تک جانے کی نیت کر لینے سے مسافر نہیں ہو گا جب تک وہ شہر کی آبادی سے نہ نکل جائے، کیونکہ نیت اسی وقت معتبر ہو گی جب وہ فعل سے ملی ہوئی ہو کہ محض عزم تو معاف ہے اور فعلِ سفر شہر سے نکلے بغیر متحقق نہیں ہوتا، تو جب تک یہ شہر سے نہ نکلے نیت کا فعل سے ملا ہوا ہونا نہیں پایا جائے گا، لہٰذا یہ مسافر نہیں ہو گا، بخلاف مسافر کے کہ جب وہ ایسی جگہ پہنچ کر اقامت کی نیت کر لے جو اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو، تو یہ فوراً مقیم ہو جائے گا، کیونکہ نیتِ اقامت یہاں فعل سے ملی ہوئی ہے اور وہ فعل ترکِ سفر، کیونکہ ترکِ فعل بھی ایک فعل ہی ہے، لہٰذا یہاں نیت معتبر ہے۔ (بدائع الصنائع، جلد 1، صفحہ 476، مطبوعہ کوئٹہ)

امام برہان الدین محمود بن صدر الشریعہ ابن مازہ بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اسی مسئلے کو بیان کرنے کے بعد اس کی نظیر لکھتے ہیں: ”و نظیر ھذا ما قال فی کتاب الزکاة: من کان له عبد للخدمة، فنوی أن یکون للتجارة لم یکن للتجارة حتی یبیعه، و ان کان للتجارة، و نوی أن یکون للخدمة، خرج من التجارة بالنیة“ ترجمہ: اس مسئلے کی نظیر کتاب الزکوۃ میں بیان کیا گیا یہ مسئلہ ہے کہ جس کے پاس خدمت کا غلام ہو اور وہ اس کی تجارت کی نیت کر لے، تو یہ اس وقت تک مالِ تجارت نہیں ہو گا جب تک یہ اسے بیچ نہ دے اور اگر وہ غلام تجارت کے لئے خریدا تھا اور اس سے خدمت کی نیت کر لی، تو وہ صرف نیت کرنے سے ہی مالِ تجارت سے خارج ہو جائے گا۔ (محیط برہانی، جلد 2، صفحہ 387، مطبوعہ ادارۃ التراث الاسلامی لبنان) بالکل اسی طرح سوال میں ذکر کی گئی صورت میں بھی زید نے اگلے

دن حیدرآباد واپس جانے کی صرف نیت کی ہے بالفعل سفر شروع نہیں کیا، لہٰذا یہ نیت اس وقت تک کارآمد نہیں جب تک وہ سفر کرکے کراچی کی آبادی سے باہر نہ نکل جائے۔

لہٰذا پوچھی گئی صورت میں زید حیدرآباد واپس جانے کی محض نیت کر لینے سے مسافر نہیں ہو گا، بلکہ یہ مقیم ہی رہے گا اور یہ جب تک کراچی میں رہے گا پوری نماز پڑھے گا، ہاں جب کراچی سے حیدرآباد روانہ ہو گا، تو کراچی کی آبادی سے باہر نکلتے ہی حیدرآباد کی آبادی میں داخل ہونے تک دورانِ سفر قصر نماز پڑھے گا۔

جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی بارگاہ میں سوال کیا گیا کہ زید اپنے وطن سے ستر یا اسی کوس کے فاصلے پر کسی شہر میں ملازم ہے، وہاں سے سال دو سال کے بعد آٹھ دس روز کے واسطے اپنے مکان پر آیا اور پھر چلا گیا اس آمد و رفت میں اس کو نماز قصر پڑھنی چاہیے یا نہیں؟ جواباً آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جب وہاں سے بقصدِ وطن چلے اور وہاں کی آبادی سے باہر نکل آئے اس وقت سے جب تک اپنے شہر کی آبادی میں داخل نہ ہو قصر کرے گا۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد8، ص258، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم